Reg. L. No. 1093

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔
چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✻ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۳ء | نمبر ۶

مکتوبات امام

(۸)

ایک طالب حق کے سوالات کا جواب

ایک سب انسپکٹر پولیس نے ضلع مرشد آباد سے حضرت کے حضور بہ حیثیت ایک طالب حق کچھ سوالات بھیجے۔ جن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ

۱۔ کیا خادم روضہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا؟ اور کیا اس کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ بذریعہ خواب تمام حقیقت مسیح کی آمد کے متعلق معلوم کر سکے۔

۲۔ کیا مکہ معظمہ کے امام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا؟ احمدی حج کے ایام میں کس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ خصوصاً عرفات میں؟

۳۔ اسمہ احمد والی پیشگوئی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں۔ کیونکہ آپ کا الہامی نام احمد نہ تھا بلکہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے متعلق ہے؟

اس کے جواب میں حضرت نے لکھوایا۔

مکرمی! السلام علیکم

کوئی ایسا آفس مقرر نہیں ہے۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا نہ امت اسلامیہ میں وہ بزرگ سمجھے گئے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے اس وقت کے اماموں نے بھی نہیں مانا تھا۔ قرآن شریف بتاتا ہے کہ انبیاء کے ماننے والے لوگ بظاہر حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین کے متعلق فرماتا ہے۔ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ جو لوگ کسی نہ کسی رنگ میں لوگوں میں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کیلئے انبیاء اور ماموروں کا ماننا مصیبت ہوتا ہے۔ ماننے کے معنے ہیں کہ وہ حکومت کو چھوڑ دیں۔ اور اس کو وہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لئے وہ مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کا نہ ماننا کوئی حجت نہیں۔

میں نے خود حج کیا ہے۔ اور وہاں نماز پڑھی ہے اور جماعت بھی کرائی ہے۔ میرے پیچھے کئی لوگ شامل ہو جاتے تھے۔

یہ درست نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد نہ تھا۔ بلکہ اس کا اصل موجب یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ رسول جس کا اس میں ذکر ہے۔ لوگ اس کو کہیں گے کہ تو مسلمان ہو جا۔ جس کی طرف آیت کا یہ ٹکڑہ اشارہ کر رہا ہے۔ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے نبی کا ذکر ہے۔ جس کے زمانہ میں اسلام دنیا میں جاری ہو چکا ہوگا۔ کوئی ایسا مذہب ہوگا جس کے پابند اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہونگے۔ اور اس مدعی کی نسبت یہ خیال کریں گے کہ اسلام کو چھوڑ کر کسی اور طرف جا رہا ہے۔ اور یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پائی جاتیں۔ جو خود بانی اسلام تھے۔ آپ کا کوئی دشمن آپ کو نہیں کہتا تھا کہ آپ اسلام کو چھوڑ کر کدھر جا رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو اسلام نام دین کی طرف بلاتے تھے۔ اور لوگ اس دین پر عمل نہیں کرتے تھے۔

پس یہ پیشگوئی کسی ایک شخص کے متعلق ہے جو اس زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ جس وقت ایسے لوگ موجود ہوں گے جو مسلمان کہلائیں گے۔ اور اسلام کو مانتے ہوئے اسلام سے دور ہوں گے۔ تب خدا تعالیٰ کا فرستادہ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف بلائیگا۔ تو وہ اس کی تعلیم سے ٹھوکر کھا کر اور اپنے دل کی گندی حالت کے سبب سے یہ خیال کریں گے۔ کہ یہ ہم کو خدا کی طرف نہیں بلا رہا بلکہ اسلام سے دور لے جا رہا ہے۔ پس وہ اس کو کہیں گے کہ تو مسلمان نہیں کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ سچ ہے کہ وہ اسی کا ذکر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ تو کسی طرح ممکن ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے اور وہ قبول نہ کرے تو پھر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اسپر کوئی عذاب نازل نہ ہو۔ اور وہ ترقی کرتا جاوے لیکن چونکہ وہ ہلاک نہیں ہوتا۔ بلکہ ترقی کرتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وہ کافر نہیں اور اسکو بلانے والے مسلمان نہیں۔ بلکہ وہ مسلمان ہے۔ اور اس کے دشمن دین سے دور ہیں۔

یہ آیتہ اپنے اس مفہوم کیساتھ یقیناً اسی نبی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو اسلام میں ظاہر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جن کی وجہ سے میں یہ خیال کرتا ہوں۔ فقط

(۹)

مکرمی مجبی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دو خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچے۔ ایک کارڈ ایک لفافہ۔ کارڈ کے جواب میں حضور فرماتے ہیں۔ اس طرح رقم لینا جائز نہیں۔ آپ وہ رقم واپس کردیں۔ چونکہ آپ خود ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اس لئے اس کا اثر پڑجاتا ہے۔ ایسے آدمی کو کہدینا چاہیئے کہ اگر آیندہ ایسا ہوا تو ہم کچھ نہیں سکیں گے۔

لفافہ کے جواب میں فرمایا۔

دینی کام کون کرسکتا ہے

آپ کا خط پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کیونکہ اس کے اندر انکسار پایا جاتا ہے۔ دینی اور روحانی کام وہی شخص کرسکتا ہے جو کام بھی کرے۔ اور ساتھ یہ احساس ہو کہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ خود میرے اندر کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میرے اپنے ذاتی تجربہ پر بھی اور علمی طور پر بھی جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک روحانی ترقیات کی جڑ انکسار ہے۔ لیکن چستی کے ساتھ انکسار ہو۔ سستی کے ساتھ نہ ہو۔ ایک انکسار سستی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کام کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اپنے نکمے ہونے پر پردہ ڈالنے کے لئے انکسار کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ انکسار نہیں ہوتا۔ اگر غور کریں تو یہ تکبر ہوتا ہے۔ اصل انکسار وہی ہے۔ جب انسان پورا زور لگادے اور پھر یہ محسوس کرے اور سچے طور پر یہ محسوس کرے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ اور دوسروں کی خدمات اس کی نظر میں حقیر نہ ہوں۔ بلکہ ان کے کاموں پر اس کے دل میں رشک پیدا ہوتا ہو۔ چونکہ آپ کے خط میں مجھے یہ بو آئی ہے۔ جو بہت خوش کن تھی۔ اگر یہ روح قائم رہی اور ترقی کی تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ سے ایسی خدمت کرائیگا جو اسلام کے لئے مفید ہوگی۔ پھر آپ کے لئے بھی بابرکت ہوگی۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۲۳ء

علماء سوء اور مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

افسوس ہر عہد اور ہر دور میں جس قدر بربادیاں ہوئیں علماء سوء ہی کے ہاتھوں ہوئیں۔ وقت اور زمانے کی شکایت فضول ہے۔

تاکے ملامت مژہ اشکبار من
یکبار ہم نصیحت چشم سیاہ خویش

سچ یہ ہے کہ عہد اکبری کے تمام فتنہ و فساد کے اصلی ذمہ دار یہی علماء عبید الدنیا ہیں نہ کہ ابوالفضل و فیضی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اسی عہد کی نسبت اپنے مکاتیب میں بار بار لکھتے ہیں۔ کہ

ہر فتورے کہ دریں زمان در ترویج ملت و دین ظاہر گشتہ از شومی علماء سوء است کہ فی الحقیقت شرار مردم و لصوص دین اند اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون

(تذکرہ صفحہ ۲۱)

مولانا آزاد نے علماء سوء کے مظالم کی تصویر اپنے تذکرہ میں خوب کھینچی ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ لصوص دین کے اس گروہ نے ہر عہد اور ہر دور میں مصلحائے امت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔

دیوبندی حضرات جو آج اسی دار و رسن کی داستان قدیم کو ہمارے ساتھ دوہرانا چاہتے ہیں۔ مولانا آزاد کے تذکرہ کے آئینہ میں اپنی صورت کو بغور ملاحظہ کریں۔ سلسلہ عالیہ ان کی اس مخالفت سے ذرا بھی جنبش نہیں کھائیگا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ جس طرح پر پہلے مخالفین حق نے کبھی کامیابی حاصل نہیں کی۔ آج بھی وہ غالب نہیں آسکتے۔ اس لئے کہ باطل کی قسمت میں نامرادی اور ناکامی کا ازلی فتوے صادر ہوچکا ہے۔

کیا ہم مولانا آزاد سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ جس صورت میں آپ جانتے ہیں کہ حزب اللہ کا ہمیشہ حزب الشیطان نے مقابلہ کیا ہے۔ اور علماء سوء اور لصوص الدین نے ہمیشہ علماء حق کی تکفیر و تضلیل کے لئے اپنی مہروں کا استعمال کیا ہے تو کیوں آج وہ ایک ایسے شخص کا مقابلہ کرنے والوں سے بیزاری کا اعلان نہیں کرتے۔ جس نے اپنی ساری زندگی خدمت اسلام میں صرف کی۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کردی جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے دل میں ایسا جوش اور اخلاص رکھتی ہے کہ دشمن بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ہمیں اس اعتراف کی ضرورت نہیں اگر ساری دنیا ہمارے اس عمل کی مخالفت کرے اور اس کی نسبت اظہار نفرت و ملامت کرے۔ تب بھی یہ جماعت اشاعت اسلام کے کام کو چھوڑ نہیں سکتی۔

اعلائے کلمتہ الاسلام کے لئے اس وقت بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ دنیا کی آبادیاں حقیقی اور زندہ مذہب کے لئے بے قرار ہیں۔ مادیت کی انتہائی ترقی نے انہیں مایوس کردیا ہے۔ اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ مادیات کی ترقی دنیا میں حقیقی امن اور قلوب انسانی میں حقیقی اطمینان پیدا نہیں کرسکتی۔ اور دوسری طرف مذہب میں وہ عیسائیت کو اس سے قاصر پاتے ہیں۔ کہ وہ کوئی اصلاح کرسکے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا عیسائیت کی موجودگی کن خونی مناظر اور بربادیوں کی موجب ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں اسلام ہی ہے جو دنیا کا آئندہ اور عالمگیر مذہب ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ وہ باہمی جنگ و جدل میں مصروف ہیں۔ اور اس جنگ کے بانی وہ لوگ ہیں۔ جو

مُصلحانِ امت بنے بیٹھے ہیں

مگر حقیقت میں وہی دشمن اسلام ہیں۔ ان کے بازار کی رونق اس باہمی جدال و قتال سے ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان علماء سوء اور لصوص الدنیا سے پرہیز کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مولویوں کو بدذات فرقہ مولویاں کہا۔ بیشک کہا اور مولویوں نے خود کہلوایا۔ مگر بتاؤ کہ حضرت احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے شرار مردم اور لصوص دین کن کو کہا؟ اور کیوں؟

حضرت مجدد سرہندی کے عقیدت کیش خصوصیت سے اس پر غور کریں۔ اور وہ اسلام کو علماء سوء کے فتنہ سے بچانے کے لئے

اٹھ کھڑے ہوں

آج یہی بڑا جہاد ہے کہ علماء سوء کے پنجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو بچایا جائے۔ ہم مولانا آزاد سے پھر کہیں گے کہ آپ سوراجیہ کے خواب پریشان کی تعبیروں کو چھوڑ دیں۔ لصوص دین کے پنجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں۔ یہ عظیم الشان جہاد ہے۔

توسیع میعاد رعایتی قیمت

کارخانہ الحکم کی کتابوں میں رعایتی قیمت کا جو اعلان کیا گیا تھا اس کے متعلق اکثر احباب نے بعد از وقت لکھا ہے کہ رعایت میں توسیع کی جاوے۔ میں اس اعلان کے ذریعہ ان تمام احباب کو مطلع کرتا ہوں کہ کارخانہ الحکم کی تمام کتابوں پر بجز حیات النبی اور تاریخ مالابار اور احمدی عورتوں کے فرائض کے وہی رعایت آخیر فروری ۱۹۲۴ء تک قائم رہیگی۔ بشرطیکہ پورا سٹ خریدا جاوے۔ پس تمام احباب آگاہ رہیں کہ یہ قیمت پر آخیر فروری ۲۴ء تک دفتر الحکم کی موجودہ کتب ملینگی۔ (مینجر اخبار الحکم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھوتوں کے متعلق مسلمانوں کا فرض

زمانہ دراز سے ہندوستان کی اچھوت قوموں کو ہندوؤں نے مذہبی احکام کی بنا پر ذلیل اور حقیر بنا رکھا تھا۔ لیکن اب سیاسی اغراض کے لئے انہوں نے اپنے مذہب کے احکام کو نئی ضرورتوں کے سانچے میں ڈھالنا شروع کیا ہے۔ اور ہندوستان میں عام کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ان کو ہندو بنا لیا جاوے۔ اور اس مقصد کے لئے شردھانند جی نے ایک طویل دورہ شروع کیا ہے۔ شردھانند جی کی ہمت اور مستعدی ہمارے لئے ایک تازیانہ سے کم نہیں۔

ہندوستان بھر میں اچھوتوں کی تعداد ۶ کروڑ کے قریب ہے۔ اور ان کو ہندو قوم میں شامل کرنے کیلئے جو جدوجہد شروع ہوئی ہے وہ ایسی نہیں کہ آسانی سے اسکا مقابلہ کیا جا سکے۔ ہندو قوم اپنی اندرونی تنظیم میں مصروف ہے اور وہ سبق جو مسلمانوں کو واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کا دیا گیا تھا۔ وہ انہوں نے سیکھ لیا ہے۔ جبکہ مسلمان اسے ترک کر چکے ہیں۔ ہندوؤں نے اپنے عقاید اور فرقوں کے تمام اختلافات کو ایک غرض مشترک کے لئے چھوڑ دیا ہے اور مسلمان ہیں کہ وہ میدان جنگ میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔

ایک طرف شدھی سبھا ارتداد کا کام کر رہی ہے دوسری طرف اچھوتوں کی اصلاح کے لئے ایک خاص انجمن ہندوؤں نے قائم کی ہے۔ اور اس طرح پر تقسیم محنت کے اصول پر انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اچھوتوں کو اگر ہندوؤں نے ملا لیا تو اس میں شک نہیں۔ کہ

اسلامی اصول مساوات کی عملی شکست ہوگی

اور کوئی دانشمند یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ جس ہندو مذہب نے ہزاروں سالوں سے اچھوتوں کو ذلیل اور حقیر سمجھا تھا۔ آج وہ مذہب کے نام سے ان کو عزت دے رہا ہے بلکہ اس کا یہ فعل محض ایک وقتی ضرورت کے لئے ہے۔ اور اس کا ثبوت اس سے ہی ملتا ہے۔ کہ وہ اچھوتوں کے کام میں کوئی تبدیلی کرنے کے خواہشمند نہیں ہیں۔ صرف ان کو اس درجہ تک اٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اپنے لئے کسی ضرورت خاص پر اوزار بنا سکیں۔

ہم کو نہ تو اپنی ہمسایہ قوم کی نیت پر بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس کے طریق عمل پر تنقید کی حاجت بلکہ مسلمانوں کو توجہ دلانا مقصود ہے۔ اسلام دنیا کے لئے ایک عالمگیر اخوۃ کا سبق دینے کے لئے آیا تھا۔ اور اس نے ہر زمانہ میں اس اخوۃ کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ اس اخوۃ اور مساوات اسلامی کو ہم بھول کر تفرقہ کی راہوں پر جا رہے ہیں۔ ارتداد کا حملہ ہی کچھ کم نہیں۔ یہ پراپیگنڈا جو اچھوتوں کے متعلق شروع ہوا ہے۔ مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچائیگا۔ اگر انہوں نے اس کے لئے کوئی متحد قدم نہ اٹھایا۔

افسوس تو یہ ہے کہ اخبارات میں ہم اس سکیم کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جو اس کام کے لئے مفید ہو سکتی ہے اور انفرادی طور پر یہ کام ہو بھی نہیں سکتا۔

خدا علماء سوء کو سمجھ دے وہ اپنی نفسانی لڑائیوں سے الگ ہو جائیں۔ اور اسلام کی اس مصیبت کا علاج کریں۔ اور آنے والے خطرہ سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے تفرقہ سے باز آجائیں۔

فتنہ ارتداد کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف جماعتوں کے لیڈروں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت سے ایک معین رقم اور مبلغین کی خاص تعداد مہیا کر کے مقابلہ کریں۔ مگر کسی نے اس کو نہ سنا۔ اور انفرادی طور پر کام شروع کیا۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے

اب بھی اگر سب کے سب مل کر مختلف علاقے تقسیم کر کے اچھوتوں میں کام کرنے لگیں تو آسانی سے یہ قومیں حلقہ بگوش اسلام ہو سکتی ہیں؟ خواہ یہ تقسیم صوبہ وار کر لی جاوے۔ اور خواہ قوم وار۔ اور جو جماعتیں اس مقصد کے لئے کام کرنا چاہیں وہ سب کی سب عملی نظام متحد ہو کر قائم کر لیں۔ اور ایک خاص ہدایات کے ماتحت تبلیغی کام شروع کریں۔

جس جرأت اور فیاضی سے اسلام ان اچھوتوں کو اپنے اندر لے سکتا ہے۔ دوسرا کوئی مذہب اور قوم نہیں لے سکتی۔ اور ہندو تو قطعاً نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس بارہ میں جس قدر ہم کو کامیابی کی توقع ہے دوسروں کو نہیں۔ اور اگر اس وقت کو باہمی اختلافات اور تنازع میں ضائع کر دیا تو اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔

آخر میں احمدی جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلانا مقصود ہے کہ یہ کام بھی بالآخر ایسے ہی کرنا پڑے گا۔ مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ وہ باہمی اختلافات کے بھنور سے اگر نکلنا بھی چاہیں۔ تو علماء سوء انہیں نہیں نکلنے دیں گے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے فرض اشاعت اسلام کے لئے پوری مستعدی اور استقلال کے ساتھ کمر بستہ ہو جائیں۔ اچھوتوں میں تبلیغ کے لئے انہیں کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر گاؤں میں اور ہر شہر میں ایسی قومیں موجود ہیں۔ جن کو ہمیشہ ہندوؤں نے ٹھکرا دیا اور انسانیت کے دائرہ سے انہیں نکال رکھا ہے۔ پس تم ان میں کام شروع کر دو۔ یہ لوگ روحانیات کے رموز اور باریک مسائل کو سمجھنے کے ابھی اہل نہیں ہیں۔ انہیں انسانیت کے عام حقوق سے بہرہ ور کرو۔ ان سے تنفر کم کرو۔ اور اسلامی اخوۃ اور مساوات کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کرو۔ ان میں ابتدائی تعلیم کے لئے چھوٹے مکتب جاری کرو۔ اور اگر دن کو انہیں یا تمہیں فرصت نہ ہو تو راتوں کے مدرسے قائم کرو۔ جہاں گھنٹہ دو گھنٹہ انہیں تعلیم دی جاوے اور اس تعلیمی سلسلہ میں اسلامی اخوۃ اور ہمدردی اور مساوات کا ایک عملی نمونہ انہیں دکھاؤ۔ اور اسلام کے حلقہ میں انہیں داخل کر لو۔ ہر شخص اس تبلیغ میں بغیر کسی قسم کی تکلیف اور تردد کے حصہ لے سکتا ہے۔ اب تحریکوں کا وقت نہیں عملی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ بہت جلد اس کام کو شروع کر دینا چاہیئے۔ جس کے لئے نہ کسی سرمایہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی خاص پروگرام کی۔ ہر جگہ کی احمدی انجمنیں اپنا فرض سمجھ کر اپنے اپنے مرکزوں میں اس کام کو شروع کریں۔ الحکم نہایت خوشی سے ان احباب کی کارگذاریوں کو شائع کرے گا جو اس سلسلہ تبلیغ میں کام کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز

ہندوستان کی سوا پانچ کروڑ اچھوت قومیں

کشمیری رقمطراز ہے۔ جن چھوٹی اقوام اور اچھوت ذاتوں کو مہاشہ بنانے کے لئے آج شدھی کیمپ میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ ان کی کل تعداد ہندوستان میں پانچ کروڑ ۲۶ لاکھ اسی ہزار نفوس کی ہے۔ اس میں سب سے کم بڑودہ میں ہیں۔ جن کی تعداد ایک لاکھ ۷ ہزار ہے اور سب سے زیادہ تعداد بنگال اور صوبہ یو۔ پی میں ہے۔ جو ۹۰-۹۰ لاکھ ہے۔ پنجاب میں اچھوت قوموں کی تعداد ۲۸ لاکھ ۹۳ ہزار ہے۔ ان سوا پانچ کروڑ سے زیادہ آدمیوں کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے عیسائی بھی کوشاں ہیں۔ اور ہندو اور آریہ بھی۔ اور اس کام کے لئے وہ ہر قسم کے جال ان پر پھیلا رہے ہیں۔ اسلام کا مقصد واحد تبلیغ ہے۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے ہندوؤں کی طرح مذہبی فرائض کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے ایک ہزار سال کے قریب ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ لیکن ایک بھی مسلمان بادشاہ نے تبلیغ اسلام کے لئے کوئی محکمہ قائم نہ کیا۔ صرف وہ ملکی مصلحتوں ہی کے دیوانے رہے۔ حالانکہ اگر وہ واعظوں اور مبلغوں کا باقاعدہ انتظام کرتے۔ تو لوگ اسلام کی خوبیاں سن سن کر خود اسلام کو قبول کرتے۔ اسی غفلت کا خمیازہ اب ہم بھگت رہے ہیں۔ لیکن ابھی وقت ہے۔ مسلمانوں کو اتحاد سے کام لے کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔

ذرا مسلمان لیڈروں کے مشاغل بھی ملاحظہ ہوں

پنڈت مالوی، لالہ لاجپت رائے، سوامی شردھانند، بھائی پرمانند اور دیگر چھوٹے بڑے ہندو لیڈر اپنی قوم میں جذبات و احساس پیدا کرنے اور ان کو مسلمانوں کے مقابلہ میں سنگھٹن اور شدھی کی تعلیمات دینے کے لئے سارے ہندوستان کا چکر لگا رہے ہیں۔ اور ہر ایسے معاہدہ کو توڑنے کے درپے ہیں۔ جس میں ذرا بھی مسلمانوں کے ساتھ انصاف کا وعدہ کیا گیا ہو۔ ہمارے لیڈر لنکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دورہ کے بعد پونہ میں مہاتما گاندھی کے درشنوں کو گئے ہیں۔ اور وہاں ایک جلسہ میں لیکچر بھی دیتے ہیں۔ اب ان کی الگ الگ بولیاں سننے جائیے۔

مولانا شوکت علی۔ اگر سوراجیہ حاصل کرنا ہے۔ تو چرخہ کاتو اور کھدر پہنو۔ ڈاکٹر کچلو۔ سکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ کردو۔ والیئنٹر بن کر سوراجیہ کا بنیادی پتھر قائم کرو۔ ڈاکٹر محمود۔ جب تک مہاتما گاندھی رہا نہ ہو جائیں۔ ہمیں نہ صرف جیل خانوں میں جانے بلکہ مرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے فرمائیے کہیں اشاعت اسلام کا ذکر ہے۔ کہیں مسلمانوں کو مالی وجسمانی حالت بہتر بنانے کی تعلیم دی گئی ہے کہیں قومی معاہدہ کی طرف کوئی اشارہ بھی ہو۔ اس پر بھی بعض اخبارات مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں۔ کہ انہیں کانگریس اور سوراجیہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ (کشمیری)

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لیجا رہے ہیں

بسفر رفتنت مبارکباد۔ بسلامت روی وباز آئی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو گلے کی شکایت کیوجہ سے کچھ نہ کچھ حرارت بھی ہو جاتی رہی ہے۔ گذشتہ سال سے متواتر سخت محنت اور مصروفیت کا قدرتی طور پر آپ کی صحت پر ایک اثر پایا جاتا ہے۔ اور سالگذشتہ میں باوجود طبی مشورہ کے بھی آپ سلسلہ کے کاموں کی اہمیت کیوجہ سے کہیں باہر نہیں جا سکے۔ اب طبی مشورہ کے باعث کچھ دنوں کیلئے آپ باہر تشریف لے گئے ہیں۔

چنانچہ ۱۱ فروری ۱۹۲۴ء کو بعد نماز مغرب آپنے اس کا اعلان فرمایا۔ آپ کی غیر حاضری قادیان کے ایام میں قادیان کی جماعت کا امیر حضرت مولوی شیر علی صاحب ۱۳ فروری ۱۹۲۴ء کو بعد نماز ظہر آپ روانہ ہو گئے ہیں یہاں سے بٹالہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور بٹالہ سے [illegible]

[illegible] احباب دعا کریں۔ کہ حضرت کا یہ سفر سلسلہ کے لئے باعث برکات ہو۔ اور آپ کی صحت پر اس کے نمایاں اور قیمتی اثرات ظاہر ہوں۔ آپ کے ہمرکاب ذیل کے اصحاب ہوں گے۔ حضرت اقدس کی ڈاک بدستور قادیان آئے گی۔ اور یہاں سے جس مقام پر حضور ہوں گے ڈاک ری ڈائرکٹ ہو گی۔

اسماء خدام سفر

۱۔ مولوی رحیم بخش صاحب افسر ڈاک
۲۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب
۳۔ بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی
۴۔ میاں نیک محمد صاحب و عبدالاحد خاں افغان
۵۔ چودھری علی محمد صاحب و عزیزی یحیٰی خاں صاحب

آپ انشاء اللہ چند روز میں مالیر کوٹلہ سے واپس ہوں گے +

مذہبی سکھوں میں اسلامی تحریک

اسلامی مساوات کے نظارے

سکھوں میں مذہبی سکھوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے یہ لوگ اپنے اعتقاد و اصول مذہب میں سکھوں سے کسی صورت میں کم نہیں۔ مگر سکھ تمدنی اصولوں پر انہیں وہ درجہ مساوات اور اخوۃ کا ابتک نہیں دے سکے۔ جو انہیں جائز طور پر مذہبی حیثیت کو چھوڑ کر انسانیت کے تقاضے ہی سے ملنا چاہیئے۔ ایک عرصہ سے یہ قوم متردد اور حیران پھر رہی ہے۔ اس قوم کے مذہبی لیڈر سردار خزان سنگھ صاحب نے سالانہ جلسہ کی تقریب پر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ وہ ایک عرصہ تک اسی تلاش اور تحقیق میں رہے۔ کہ ان کی اپنی قوم اور ان کا بھلا کسی جماعت اور مذہب میں ہو سکتا ہے۔ پادریوں سے بھی وہ ملے اور گورداسپور میں ایک جلسہ بھی غالباً ہوا تھا۔ مگر وہ عیسائی مذہب کو قبول نہ کر سکے۔

انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف تو ان کا آبائی مذہب (سکھ)، بجائے خود اسلامی ہدایات کا بہت بڑا حصہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور حضرت باوا نانک صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ساری زندگی اور مجاہدات وعبادات کی شان میں اسلامی رنگ ہی نمایاں ہے۔ دوسری طرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ان کو وہ جائز حقوق جو انسانیت کے لحاظ سے مساوات اور اخوۃ کے ہیں دے سکتا ہے۔ انہوں نے خود اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں اس تحریک کو جاری کیا ہے۔

اور ۱۰ فروری ۱۹۲۴ء سے قادیان میں ان کی قوم کا ایک جلسہ مسجد نور میں ہوتا رہا۔ مختلف مقامات سے مذہبی سکھوں کے بہت سے نمایندے یہاں آئے ہیں۔ سکھوں نے پہلے تو اس قوم کو متروک رکھا۔ اور ان سے اسی طرح نفرت کرتے رہے۔ جس طرح یہ چوڑھوں اور بھنگیوں سے کرتے تھے۔ لیکن اب جب دیکھا۔ کہ عملی طور پر اس قوم میں ایک انقلاب ہو رہا ہے۔ اور یہ قوم صحیح راستہ پر آ رہی ہے۔ تو وہ اسلام کی دشمنی میں ان کے راستہ میں روکیں پیدا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کبھی سردار خزان سنگھ پر مختلف قسم کے الزام لگاتے ہیں۔ کہ وہ لالچ سے مسلمان ہو گیا ہے۔ اور کبھی کچھ۔

اس تحریک کو روکنے کیلئے قادیان کے سکھوں نے بھی اسی تاریخ سے ایک جلسہ شروع کیا ہے۔ ہم ان کے جلسہ اور مساعی کے مخالف نہیں۔ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کا اسی طرح حق رکھتے ہیں جس طرح ہم کو ہے۔ اور ان کی تبلیغی کوششوں کو قابل عزت سمجھتے ہیں۔ جہانتک وہ معقولیت اور قانون کے احترام کے ماتحت ہوں۔ لیکن ایسے بیہودگی کو کوئی پسند نہیں کریگا۔ کہ ایک قوم کو اپنا مستقل بنانے کا جب موقعہ آوے تو محض اس خیال سے کہ وہ ہماری غلامی سے آزاد نہ ہو جائے۔ انہیں ترقی کرنے سے روکنے کے لئے غلط اور نفرت انگیز طریق اختیار کیا جائے۔

بہر حال مذہبی سکھوں میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور قادیان میں اس قوم کا جلسہ ہو رہا ہے۔ جہاں وہ اسلامی اخوۃ اور مساوات کے نظاروں کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے کنوؤں پر چڑھ کر وہ خود پانی بھرتے ہیں۔ ہماری مسجد میں ان کے اجلاس ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ چاہے تو یہ اجتماع با برکت ہو۔ میں نے کسی دوسری جگہ اچھوتوں کے متعلق ایک نوٹ لکھا ہے

ہماری جماعت کو بہت جلد اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہیئے۔ اور سکھ قوم کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حضرت بابا صاحب کا طرز عمل آخر اپنا اثر کئے بغیر نہ رہیگا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ یہ قوم جو اپنے مذہب سے پیار رکھتی ہے۔ جب ان پر حقیقت کھل جائیگی۔ تو بغیر کسی تامل کے اسلام کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نظر آئے گی۔ اس قوم کے لئے دعا بھی کی جائے۔ کہ خدا تعالےٰ اسے ہدایت اسلام سے مالا مال کرے۔ آمین۔

مذہبی سکھوں کے قبول اسلام کا نظارہ

اوپر اس جلسہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو مذہبی سکھوں کا مسجد نور میں ہے ۱۱ فروری ۱۹۲۴ء کو بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع کر کے پڑھی گئی تھی) ۲ بجے ان کا جلوس نکلا۔ مختلف ٹولیاں تھیں۔ سب سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام کے چند طالب علم

آؤ سجنو! اسے مٹھے شبد سنائیے

سناتے تھے۔ اس کے بعد مذہبی سکھوں کی مختلف منڈلیاں تھیں سردار خزان سنگھ صاحب مختلف مقامات پر تقریریں بھی کرتے جاتے تھے۔ اور غلام احمد کی جے کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ یہ جلوس مدرسہ احمدیہ میں آکر ختم ہو گیا۔ سید ناصر شاہ صاحب نے دو مختلف مناظر کے فوٹو لئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مجمع کو کلمہ شہادت کی تلقین کر کے اس جماعت کو داخل اسلام کیا۔ اور ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس کا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

کہ دنیا کے تمام فسادات ایک خدا کے نہ ملنے کیوجہ سے ہوتے ہیں۔ یوں تو دنیا کے سارے مذاہب کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ یہاں تک کہ بت پرست بھی کہتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں تو عملی طور پر وہ ایک خدا کو نہیں مانتے کیونکہ انہیں قوموں کی تفریق پائی جاتی ہے۔ اور وہ بعض کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah
23

نیچ قرار دیتے ہیں۔ مگر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو تمام انسانوں کو برابر کا حق دیتا ہے۔ اور کسی کو نیچ نہیں ٹھہراتا۔ یہ جدی بات ہے۔ کہ اعمال کے لحاظ سے وہ نیک و بد قرار دے مگر حقوق میں سب کو برابر رکھتا ہے۔ چونکہ اسلام ایک خدا کی پرستش کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے سب قوموں کو ایک بناتا ہے۔ ایک باپ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے سارے بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا نہ دے۔ وہ سب کیساتھ برابر کا برتاؤ کریگا اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے سب انسانوں کیساتھ یکساں برتاؤ کیا ہے۔ اسلام نے یہی تعلیم دی ہے۔ خدا تعالےٰ کے نبی دنیا میں اسی لئے آتے ہیں۔ کہ وہ ان قوموں کو جن کو لوگوں نے نیچ قرار دیا ہے۔ اونچا کرے۔ اور سب کو برابر حقوق دے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب آئے تھے تو بنی اسرائیل مصر میں نہایت ذلیل تھے۔ فرعون نے انکو غلام بنا رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسی قوم کو فرعون کے پنجہ سے چھڑا کر آزاد کرایا اور خدا تعالےٰ کے انعامات کا وارث بنایا۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب بھی اسی لئے آئے ہیں کہ جو قومیں نیچ اور غلام سمجھی گئی ہیں۔ وہ ان پر ایمان لا کر آزاد ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے خبر دی تھی۔ کہ اس کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا بھی ہوگا کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ لوگ جو غلام بنائے گئے ہیں۔ اور جن کو نیچ قرار دیا گیا ہے۔ اور لوگوں نے ان کو اسطرح قید کر رکھا ہے۔ ان کو اس حالت سے نکالکر آزاد کر دے۔ تمہاری قوم کیساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ آج تم اسلام میں داخل ہو کر اس غلامی سے آزاد ہو گئے ہو۔ اس کلمہ نے جو تمکو سکھایا گیا ہے اس ہتکڑی کو جو تمہارے ہاتھوں میں نیچ پن کی پڑی ہوئی تھی توڑ دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ ترقی کرو۔ ہم تمہاری ہر طرح مدد کریں گے مگر محنت کرنا تمہارا کام ہے۔ علم سیکھو اور نیکی کے کاموں کو اختیار کرو۔ تمہاری ترقی تمہاری کوشش اور ہماری مدد دونوں کے ملنے سے ہو گی۔ ہم کوئی کمی تمہاری ترقی میں مدد دینے کیلئے نہیں کرینگے آجتک تم کو پڑھنے نہ دیا جاتا تھا۔ مگر اب تم کو موقع دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی آسانی تمہیں دی جائیگی۔ اور یہ تمہارا کام ہوگا۔ کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اگر تم نے اس کوشش کو جاری رکھا تو خدا تعالےٰ چاہے تو وقت آجائیگا۔ کہ تمہارے بچے جو آج غلام سمجھے جاتے ہیں کل کو افسر ہو جائیں گے۔ دیکھو جب تک کوئی بیمار دوا کا استعمال نہ کرے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ دوا کا پہونچانا ہمارا کام ہے اور استعمال کرنا تمہارا کام۔ کوئی شخص دنیا میں عزت نہیں پا سکتا جب تک وہ نیکی نہ کرے۔ اور ایسے کام اختیار نہ کرے۔ جو نیک اور اچھے کام کہلاتے ہیں۔ پس تم بھی اچھے اور نیک کام کر کے عزت حاصل کرو۔

اس تقریر کے بعد حضرت نے دعا کی اور ہمارے نئے بھائیوں کا جلسہ ختم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ اس نیک تحریک میں ان کو ثابت قدم رکھے۔ یہ جلسہ مکرمی سید زین العابدین صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی سعی سے ہوا۔ اور وہ ایام جلسہ میں ہر وقت اس کو کامیاب بنانے میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرو

دعا حیرت انگیز انقلاب پیدا کرتی ہے۔ اس کے عجائبات اعجازی ہوتے ہیں۔ مومن جب اپنے بھائی کے لئے دعا سے مدد کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کی بھی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ آج سے الحکم میں یہ کالم مستقل طور پر کھولا جاتا ہے۔ جو احباب اپنے بعض مقاصد کے لئے اپنے بھائیوں سے دعا کے خواستگار ہوں وہ دفتر الحکم میں لکھ کر بھیج دیں اگر مستقل طور پر ان کے لئے درخواست دعا چھاپنی پڑیگی۔ تو انہیں خفیف سی اجرت دینی پڑیگی۔ ایک مرتبہ مفت چھاپی جائیگی۔ (ایڈیٹر)

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور کامیابی کے لئے لازماً دعا کی جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ان ارادوں کو بار آور کرے۔ جو اسلام اور اہل اسلام کی ترقی اور کامیابی کیلئے آپ کے دل میں ہیں۔ سلسلہ کے نظام کو مضبوط اور کامیاب بنانے کے لئے جو تجاویز آپ کے زیر نظر ہیں۔ وہ بابرکت ہوں۔

۲۔ حضرت ام المومنین کی صحت اور درازی عمر کے لئے بھی لازماً دعا ہو۔ یہ بابرکت وجود ہے۔ اور آپ کے تمام خاندان کی ہر قسم کی کامیابی کی دعا۔

۳۔ مجاہدین سلسلہ کی صحت اور کامیابی کی دعا اور سلسلہ کے آفاق میں پھیل جانے کی دعا۔

۴۔ سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب سکندر آبادی ایک خاص ابتلا میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صدق اور وفا کے اعلیٰ مراتب کیساتھ اپنے دینی مقاصد میں کامیاب کرے۔ اور ان کے خاندان کو اس نعمت سے بہرہ اندوز کرے جو انہیں کی ہے۔

۵۔ سیٹھ جی۔ ایم ابراہیم سکندر آبادی بعض مالی ابتلاؤں میں ہیں۔ ان کی فلاح اور کامیابی کے لئے دعا کی جاوے۔

۶۔ سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد اور ان کے ساتھ حیدر آباد کے بعض اور احباب نے امتحان جوڈیشل دیا ہے۔ اور یہ آخری امتحان ہے اس کے بعد پھر موقعہ نہیں اس لئے خدا تعالیٰ سے ان سب دوستوں کی شاندار کامیابی کیلئے دعا کیجئے۔ کہ یہ سلسلہ کیلئے بہترین امیدوں کا موجب ہے۔

۷۔ مخدوم محمد فضل صاحب سب انسپکٹر تونسہ کے فرزند رشید جو ایم۔ اے کا امتحان دینے والے ہیں بیمار ہیں۔ انکی صحت اور کامیابی کیلئے دعا کیجاوے۔

۸۔ برادرم محمد سعید صاحب کلرک کیمل پور چھاؤنی لاہور بعض مشکلات میں ہیں۔ ان سے نجات کیلئے دعا کی جاوے۔

۹۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کیلئے دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین میں اخلاص اور حضرت خلیفۃ المسیح کی محبت میں ترقی دے۔ اور اس کی اولاد خادم دین ہو۔

۱۰۔ عزیز مکرم علی محمد ابن سیٹھ عبد اللہ بھائی اللہ دین کی کامیابی کیلئے دعا کی جاوے۔ عزیز موصوف انگلستان تعلیم کیلئے گئے ہوئے ہیں۔

نوٹ:۔ کالم دعا خصوصیت کیساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور روزانہ کر کے پیش کیا جایا کریگا۔ (ایڈیٹر)

صاحبزادہ طاہر احمدؒ کی وفات

صاحبزادہ طاہر احمد کی وفات کی خبر گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ ام طاہر احمد کو تھوڑے ہی عرصہ میں تین متواتر صدمات پہونچے۔ بھائی کی اہلیہ کی وفات والدہ کی وفات اور اب اپنے پلوٹھے بچہ کی وفات۔ ان [illegible] جس صبر۔ شکر اور حوصلہ اور ہمت کا نمونہ انہوں نے دکھایا ہے۔ وہ ایک قابل قدر مثال ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔ اور اس سے التجا ہے کہ وہ نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے رضا بالقضا کا نمونہ پہلی مرتبہ نہیں دکھایا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اور آپ کے بعد بعض ایسے واقعات کے پیش آجانے پر ہمیشہ اپنی اولوالعزمی اور مقادیر الٰہیہ سے مسالمت کے نمونہ کو پیش کیا ہے۔ طاہر احمد کی وفات پر کوئی شخص آپ کے چہرہ آپ کے کلام اور کام کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ بلکہ آپ حسب معمول سلسلہ کے کاموں میں مشغول اور تعلیم جماعت میں مصروف رہے۔ طاہر احمد کو بچوں کے قبرستان میں دفن کیا۔ حالانکہ آپ بہشتی مقبرہ میں دفن کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے آیندہ بچوں کے لئے الگ قبرستان تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے اپنے بچہ کے لئے کوئی خصوصیت پیدا نہیں کی بجائیکہ اگر مقبرہ بہشتی میں دفن کرتے تو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ انتظام جماعت کے قوانین کا یہ احترام جماعت میں ایک تازہ روح پھونک دینے والی چیز ہے۔

بہر حال اللہ تعالےٰ نے طاہر احمد کو ہمارے لئے اور فرط بنائے۔ اور ہمیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ خاندان نبوۃ میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت ام المومنین واپس تشریف لے آئی ہیں۔

۲۔ موسم کا رنگ بدلنے لگا ہے۔ بارش کیوجہ سے چمک گئی تھی مگر اب کم ہو رہی ہے۔

۳۔ ۱۲ فروری ۱۹۲۴ء نو مسلم سکھوں نے احمد جماعت کے احباب کیساتھ کھانا کھایا حضرت خلیفۃ المسیح بھی شریک تھے۔

۴۔ ارشاد کے جلسہ باقاعدہ ہونے لگے ہیں۔ حضرت [illegible] صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری میں مصروف ہیں اور [illegible] انجمن کے کاموں کو باقاعدہ کر رہے ہیں۔

۵۔ مجلس مشاورت کا زمانہ قریب آرہا ہے۔ تاریخ کا جلد اعلان ہو سکے گا۔

۶۔ ماسٹر نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر گلوب ٹریننگ [illegible] ۹ فروری کو بمبئی سے لندن کے لئے سوار ہو گئے۔ [illegible] ایڈیٹر الحکم مقرر ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان کہلانے والے علاقہ ارتداد میں کیا کر رہے ہیں۔

ضلع فرخ آباد میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اشدھی کا فتنہ دب گیا تھا۔ مگر افسوس کہ بعض غیر احمدی علماء کی احمدی مجاہدین کے خلاف کوششوں میں مصروف ہونے کے باعث آریہ ایجنٹوں کو پھر سرگرمی دکھانے کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ موضع منگھول میں جو فرخ آباد شہر سے سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض نو مسلم راجپوتوں کو مرتد کر لیا گیا۔ ہمارے مبلغ اطلاع دیتے رہے۔ کہ احمدی مبلغین اس خبر کی اطلاع پاتے ہی فوراً وہاں پہونچے۔ اور بہتوں کو سمجھایا گیا۔ اور ایک حد تک روکنے میں کامیاب ہوئے۔ مگر شہر کے غیر احمدی مولویوں سے ایک صاحب بھی امداد کے لئے نہ پہونچے۔ دراصل وہ عام مسلمانوں کو ہی احمدیوں کے خلاف بھڑکانے کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں تبادیر سے فرصت کہاں مل سکتی ہے۔

اسی طرح سے قائم گنج سے ہمارے مبلغ اطلاع دیتے ہیں کہ مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے احمدیوں کی مخالفت میں سرگرمی سے منصوبے ہو رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض کارکنان خلافت اس ناعاقبت اندیشی کے کام میں ایسی دلچسپی لے رہے ہیں۔ کہ خود لوگوں کے پاس جا جا کر احمدیوں کے بائیکاٹ کے مسودات پر دستخط کرا رہے ہیں۔ اور ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ کسی عقلمند اور سعید روح نے ان مسودات پر دستخط کرنے میں تامل یا انکار کیا تو اسے زدوکوب کیا گیا۔ مخالفت کے جوش میں یہاں تک غضب ڈھایا جا رہا ہے کہ ان پڑھ اور بے سمجھ لوگوں میں بالکل بیہودہ اور بھونڈے اعتقادات احمدی جماعت کی طرف منسوب کر کے انہیں اشتعال دلایا جاتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ احمدی جماعت اپنے امام حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے (معاذ اللہ) افضل مانتی ہے۔ یا خدا مانتی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) غرضیکہ ہر ایک ممکن ذریعہ سے مخالفت کی جا رہی ہے۔ اور اسی میں قیمتی وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کے حال پر رحم فرمادے۔ کہ وہ موقعہ کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھیں۔ اور بجائے ایک لاحاصل کام میں مصروف رہکر وقت ضائع کرنے کے حقیقی ارتداد کے انسداد یا کسی اور مفید کام کی طرف متوجہ ہوں۔ والسلام

خاکسار عبد اللہ بھٹی عفا عنہ قائم مقام امیر احمدی وفد المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ آگرہ

۷ فروری ۱۹۲۴ء

میدان ارتداد میں غیر احمدی مقابلہ پر مجبور کر رہے ہیں

ہم نے میدان ارتداد میں جو ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ مباحثات سے گریز کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ اب مولوی صاحبان مشتہر کر رہے ہیں کہ چونکہ احمدی جھوٹے ہیں۔ اس لئے مباحثات سے بھاگتے ہیں۔ مولوی آل نبی فرخ آباد میں ایک بڑے پیمانہ پر ہمارے خلاف مباحثہ کے لئے طیاری کر رہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ پنجاب اور دیگر صوبجات ہند سے مناظرین کو بلایا جاوے۔ ابھی سے انہوں نے لوگوں میں مشہور کر رکھا ہے۔ کہ چونکہ احمدیوں کے عقائد غلط ہیں۔ اس لئے وہ میدان مباحثہ میں نہیں آئینگے۔

یہ وہی صاحب ہیں جن کے پیرو لوگوں نے ہمارے مبلغین پر فرخ آباد میں حملے بھی کئے تھے۔ میں نے پبلک کی اطلاع کے لئے یہ لکھنا ضروری سمجھا ہے کہ بعد میں کہا جاتا ہے کہ احمدیوں کی طرف سے ابتداء ہوتی ہے۔ یو۔پی کے تمام بڑے بڑے شہروں میں جو کہ علاقہ ارتداد کے متصل ہیں۔ ان میں ہمارے خلاف لیکچر ہوتے رہتے ہیں۔ ہم نے کبھی لیکچروں کا جواب نہیں دیا۔ لیکن جب ہمیں باقاعدہ مباحثہ کے لئے بلایا جائیگا۔ تو مجبوراً ہمیں بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ والسلام

خاکسار عبد اللہ خاں بھٹی عفا عنہ بی۔اے قائم مقام امیر المجاہدین۔ احمدیہ دار التبلیغ آگرہ۔

محررہ ۳۱ر جنوری ۱۹۲۴ء

جے پور میں درس کلام مجید

یہ خبر نہایت خوشی کیساتھ پڑھی جائے گی۔ کہ شہر جے پور میں مسلمانوں کی ۳۵ ہزار مردم شماری ہونے پر ہے۔ نہ ان کا کوئی قومی سکول تھا۔ نہ درس کلام مجید کا انتظام۔ درآنحالیکہ مسلمانوں کی مالی حالت اچھی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اب سے دو ماہ پہلے عالی جناب چودھری نذیر احمد خاں صاحب نے ایک سکول بنام نہاد مسلم راجپوت سکول قائم فرمایا۔ جو بلحاظ دینی و دنیوی ایک نمایاں سکول ہے۔ اور باعتبار ترقی روز افزوں اپنی مثال آپ ہے۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۲۴ء سے بغرض درس کلام مجید مولوی محمد انوار الحق صاحب کو مقرر فرمایا ہے۔ جو ایک بڑے زبردست عالم ہیں۔ مولوی صاحب موصوف مسلم راجپوت سکول حال میں بعد نماز مغرب روزانہ ایک گھنٹہ کلام مجید کا درس دیتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ جے پور جیسے شہر میں جن دو چیزوں کی کمی تھی وہ پوری ہو گئی۔ راجپوتانہ کے دوسرے شہروں کے مسلمانوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ چودھری صاحب کے نام نامی سے آج ہندوستان میں کونسا مسلمان ہے۔ جو واقف نہیں۔ خدا آپ کی عمر میں برکت دے۔

نور محمد خاں منشی عالم جے پور

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

ہمارے مکرم شیخ عبد الرحمن صاحب مصری لیلا گھنڈا میں جو ایک مناظرہ پر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر گھوڑے سے گرے۔ ۷ر فروری ۱۹۲۴ء کو ۵ بجے کے قریب اس حادثہ کی خبر قادیان پہونچی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی وقت باوجودیکہ آپ کی طبیعت بھی اچھی نہ تھی۔ اور ڈاکٹر کی موجودگی قادیان میں سلسلہ کی ضروریات کے لئے ضروری ہے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور ناظر دعوۃ و تبلیغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو امرتسر جانے کا حکم دیا۔ جو راتوں رات سخت سردی و بارش میں براہ سڑک قادیان سے امرتسر پہونچے۔ ۹ر فروری کو شیخ صاحب کو لیکر واپس قادیان آ گئے۔ شیخ صاحب کو نسبتاً بہت آرام ہے۔ کوئی سخت چوٹ الحمد للہ نہیں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے خدام کیساتھ کیسا تعلق ہے۔ اور آپ ان کی جان اور صحت کی کس قدر پرواہ کرتے ہیں۔ وہ اس واقعہ سے کسی قدر ظاہر ہے۔ اور جماعت میں ایثار اور دوسروں کے لئے درد پیدا کرنے کی تعلیم بھی اسی واقعہ سے ثابت ہے خدا کرے یہ روح عملاً ہم میں پیدا ہو جائے۔ شیخ صاحب کو الحمد للہ نسبتاً بہت آرام ہے۔ اور چند روز میں پوری صحت کا خدا کے فضل سے یقین ہے۔ احباب دعا کریں۔ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔

خیر خواہانِ اسلام توجہ کریں

گذشتہ ماہ میں آریہ مشنریوں نے سانڈھن میں جو سخت شکست کھائی ہے۔ ناظرین اخبار کو یاد ہو گی۔ اب نیا خطرہ یہ پیدا ہوا ہے کہ غیر احمدی علماء جو ٹا شور مچا رہے ہیں تاکہ اپنے آدمیوں کو موضع سانڈھن میں مقیم کرنے کیلئے ایک بہانہ بنائیں۔ جو کہ اب تک زیادہ تر احمدی مبلغوں کے زیر اثر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو تصادم لازمی ہے اور جس کے نتائج خطرناک ہوں گے ان مولویوں کے اس رویہ کا اصل باعث حسد ہے۔ جو انہیں ہماری کامیابی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ ہم خیر خواہان اسلام کی ہمدردی کو اپیل کرتے ہیں۔ اور ان کو اس بیجا مداخلت کی طرف توجہ دلاتے ہیں ٭

(عبد اللہ خاں بھٹی۔ دار التبلیغ احمدیہ۔ آگرہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یوسف شملہ"

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

تمہید میں آج قلب حزیں کے ساتھ اپنے عزیز رشتہ دار اور احمدی جماعت شملہ کے ایک درخشندہ گوہر کا کچھ مختصر حال لکھتا ہوں جس نے حکمت الٰہی کے ماتحت اس سال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر علی الصباح قادیان میں زیر آب ہو کر جام شہادت پیا اور پھر وہ نیک گوہر خدا کے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری بستی قادیان کے اس مقدس مقبرہ میں جسے خدا کی پاک وحی میں بہشتی مقبرہ قرار دیا گیا ہے۔ ہمیشہ کے لئے چھپا دیا گیا۔

پیدائش اغلباً ۱۸۸۰ء میں مرحوم جالندھر شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ کا نام والدین نے محمد یوسف رکھا تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام الٰہی بخش تھا۔ جو خاص جالندھر شہر کے ہی رہنے والے تھے۔

تعلیم والدین اور آپ کے بڑے بھائیوں نے آپ کو مڈل تک تعلیم دلوائی۔ چونکہ آپ کے بھائی شملہ میں سوداگری کرتے تھے۔ اس لئے اپنے اس بھائی کو بھی شملہ میں ہی لے گئے۔

ملازمت شملہ میں کچھ دنوں بطور امیدوار کام سیکھنے کے بعد مرحوم دفتر آب وہوا میں تیس روپے ماہوار پر بطور کلرک ملازم ہوئے اور اثناء ملازمت میں آپ نے مختصر نویسی کا فن سیکھا جس کی وجہ سے آپ کے افسر اعلیٰ نے خوش ہو کر آپ کو ماہوار الاؤنس بھی دیا۔ چونکہ مرحوم کام میں بہت ہوشیار تھے اور دلچسپی لیتے تھے۔ اس لئے ترقی پاتے گئے۔ یہانتک کہ آپ ہیڈ کلرک ہوگئے۔ اور پھر سپرنٹنڈنٹ ہوگئے۔ اور بہت دفعہ بطور قائم مقام رجسٹرار کا بھی کام کرتے رہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کی حکمت تھی کہ آپ کو ہمیشہ جو افسر اعلیٰ ملا وہ آپ کے ساتھ بہت نیکی سے برتاؤ کرتا۔ آپ کا موجودہ افسر اعلیٰ جناب ڈاکٹر واکر صاحب بہادر جو ایک بہت ہی نیک دل افسر ہیں۔ جن کی مثل ملنا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔ مرحوم سے بہت خوش تھے۔ اور ہمیشہ آپ کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہے۔ یہانتک کہ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۲۳ء میں بابو صاحب مرحوم کے لئے گورنمنٹ سے سفارش کی کہ ان کی تنخواہ پانسو سے سات سو تک کی جاوے۔ چنانچہ اس سفارش کی بناپر قوی امید ہے کہ اس عہدے کی تنخواہ بڑھ جائیگی مرحوم کی مدت سروس ۲۵ سال کے قریب ہے۔

قومی ہمدردی مرحوم میں قومی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ تمام گورنمنٹ انڈیا کے دفاتر میں سے صرف آب وہوا کا ہی محکمہ ہے۔ جسمیں مسلمان اور ہندو پنجاب کی مردم شماری میں اہل اسلام اور اہل ہنود کی نسبت سے پائے جاتے ہیں۔ آپ نے قومی ہمدردی کی وجہ سے کسی دوسرے مذہب والے کا ایک ذرہ بھی نقصان نہیں کیا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھتے تھے۔ اور اگر کبھی آپ کے ماتحت کسی شخص کو بھی کوئی تکلیف اس کے اپنے کاموں کی وجہ سے پہونچی تو بھی آپ کوشش کرتے کہ تکلیف دور ہو جاوے یہاں تک کہ ایک موقعہ پر جب ایک شخص نے تعصب کی وجہ سے آپ کے سامنے گستاخی کی اور افسر اعلےٰ نے اس شخص کو مناسب سزا دینی چاہی تو مرحوم اس کے لئے بھی معافی چاہنے لگ گئے۔ اور سزا میں تخفیف کرادی۔

احمدیت سے تعلق میں جب ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرکے شملہ گیا ہوں تو میرے سوا ہمارے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی احمدی نہ تھا۔ میں نے جب آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کی تو بعض لوگوں نے اگرچہ مجھے گالیاں دیں۔ مگر بابو صاحب مرحوم نے کبھی مجھے کوئی برا لفظ نہیں کہا۔ بعض وسوسہ ڈالنے والوں کی شرارت کی وجہ کچھ عرصہ احمدیت کا اثر تو قبول نہ کیا۔ مگر مسیح موعود کی شان میں کبھی گستاخی نہیں کی۔ البتہ ایک شخص نے چودھویں صدی کا مسیح جو ایک ناول ہے۔ جب آپ کو پڑھنے کو دیا تو آپ نے وہ خوب پڑھی۔ اور چاہا کہ مجھے اور بابو عبدالرحمٰن صاحب جو آپ کے بھتیجے ہیں اور اس وقت احمدی ہو چکے تھے۔ کو بھی وہ ناول سنائی۔ لیکن ہم نے اسکو سنکر جب جواب دیا تو چپکے ہوگئے۔ لیکن اس کتاب کو نہ چھوڑا۔ خدا کی حکمت ان دنوں شملہ میں ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب جو غالباً گجرانوالہ کے تھے تشریف لائے۔ اور بابو صاحب مرحوم سے ان کے دوستانہ تعلقات ہوگئے۔ تو ایک دن بابو صاحب نے وہی کتاب اس نیک طینت مجسٹریٹ کو سنانی شروع کی جسے سنتے ہی اس مصنف دل انسان نے کہا۔

"بابو صاحب میں مرزا صاحب کو خوب جانتا ہوں۔ اور اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ وہ سیالکوٹ میں ملازم تھے۔ آپ کی زندگی نہایت پاکیزہ اور درویشانہ تھی۔ اور آپ کو سوائے خدمت اسلام کے اور کوئی دھن ہی نہ تھی۔ آپ کی نسبت یہ تمام بہتانات ہیں۔ جو اس کتاب کے شریر مصنف نے لگائے ہیں میں اس کتاب کے مصنف کو بھی جانتا ہوں۔ آپ کیوں اس گندی کتاب کو پڑھتے ہیں۔ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر میں اس کتاب کو تو تنور کے قابل سمجھتا ہوں"

ان سچے الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ مرحوم نے اس کتاب کو بکلی چھوڑ دیا۔ اور مجھ سے قرآن مجید پڑھنا شروع کردیا اور احمدیت کے قریب ہوگئے۔ اور حضرت مسیح موعود کی غلامی میں آگئے۔ اور قرآن مجید بھی پڑھ لیا۔

دینی محبت احمدیت کے ساتھ تعلق مخلصانہ تھا اور ہمیشہ آپ تلاوت قرآن مجید کرتے رہے۔ اور نمازوں کو پابندی سے پڑھتے تھے۔ اور نماز ولی کے لئے بڑا ہی فکر کرتے تھے۔ اور جماعت کے لئے اگر کبھی دیر ہو جاوے تو جو بھی قریب ہوتا اسے بلا بھیجتے یا خود آواز دے لیتے۔ یا کبھی اپنی بیوی اور بچوں کو ہی ساتھ ملا کر جماعت کرا دیتے تھے۔ نماز اور احمدیت سے اتنی محبت تھی کہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے مکان کے ساتھ جالندھر میں احمدیہ مسجد بھی بنواؤں۔ جس میں ہمارے سلسلہ کی تبلیغ ہو اور خوب کھول کر یہ پیغام لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔

گھر میں مسجد نماز کی پابندی کا اتنا خیال تھا کہ اپنے گھر میں ایک کمرہ نماز کے لئے مخصوص کر دیا ہوا تھا۔ جسے ہم بطور مسجد استعمال کرتے رہے۔ جہاں درس قرآن مجید بھی ہوتا رہا ہے۔ پھر دفتر میں نماز کے لئے اپنا پورا سامان بھی الگ رکھا ہوا تھا۔ اور تمام کے لئے نماز پڑھنے کے لئے نماز پڑھنے کے لئے دفتر میں بھی خاص انتظام کیا ہوا تھا۔ گورنمنٹ انڈیا کے کسی دفتر میں بھی مسلمانوں کیلئے خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے کوئی مقام مخصوص نہیں ہے۔ مگر اس سچے مسلمان نے اپنے دفتر میں یہ انتظام بھی باقاعدہ رکھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ جمعہ کے دن غیر احمدی الگ نماز جمعہ پڑھتے اور احمدی الگ پڑھتے۔ اور عید کے موقعوں پر بھی نہیں آپ کے دفتر میں نماز کے لئے جگہ مل جاتی۔ اور یہ سب انتظام آپ نے ہمیشہ افسر اعلیٰ کی رضامندی سے کیا۔ جس کے لئے ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔

ہمارے مکرم مرحوم بابو صاحب کو تبلیغ احمدیت کا بھی خیال رہتا تھا۔ اور ہمیشہ جہاں کسی سے ملاقات ہوتی آپ تبلیغ کے لئے کوشش کرتے۔ اور زیادہ تر اس طرح مجھے بلا لیتے۔ ایک دفعہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی زندگی کے آخری ایام میں شملے تشریف لے گئے۔ اور اپنی پرانی دوستی کیوجہ سے ہمارے بھائی محمد اسمٰعیل صاحب مستری جو مرحوم کے بڑے بھائی ہیں۔ اور غیر احمدی ہیں۔ ان کی دکان میں تشریف لائے۔ اس وقت بابو عبدالرحمٰن صاحب بھی موجود تھے۔ مولوی صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب اب تو سچائی کھل گئی۔ مشرق و مغرب میں صداقت پھیل گئی۔ اب تو آپ بھی بیعت کرلیں۔ اسپر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی صاحب نے کہا کہ اب تو وہ فوت ہو چکے ہیں اب میں کس طرح ان کی بیعت کر دوں۔ بابو صاحب مرحوم نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین حضرت مولوی نورالدین خلیفہ جو ہیں۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ تو ہمارے جیسے ہی ہیں ان کی تو میں بیعت نہیں کرتا۔ اگر مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں بیعت کر لیتا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت

اس واقعہ سے پہلے مولوی صاحب نے ہماری تمام جماعت کو اپنے ہاں سنجولی میں بھی ایک دفعہ بلایا تھا اور جب ہم سب مولوی صاحب سے ملے اور مولوی صاحب بڑی محبت سے سب سے ملے۔ جب میری باری آئی اور مولوی صاحب نے مجھے گلے سے لگایا تو میں نے اس وقت کہا کہ مولوی صاحب آج آپ کا وہ فتوے کفر کدھر ہے۔ آپ تو کہتے تھے کہ جو احمدیوں سے سلام علیک کرے وہ بھی کافر۔ اور آج آپ تو گلے [illegible] رہے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ تو مولوی صاحب نے کہا کہ پہلی [illegible] بات نہ کرو۔ میں اب بعد وفات مرزا صاحب کافر نہیں کہتا۔

غیر مذاہب کی تردید کا شوق

اگرچہ خود بابو صاحب مرحوم کو تبلیغ میں ایسا ملکہ نہ تھا کہ مباحثہ کر سکیں۔ لیکن جہاں غیر مذاہب کا حملہ ہوتا تو آپ کو اس کے جواب کا فکر پیدا ہو جاتا۔ چنانچہ اس سال بڑے دنوں پر جبکہ آپ جالندھر میں تھے دھرم بھکشو نے بہت شوخ زبانی سے اسلام پر حملہ کیا۔ اور دریدہ دہنی کی کوئی حد نہ رہی۔ تو لوگوں میں ہلچل مچ گئی۔ اور غیر احمدیوں نے میرے بلانے کی کوشش کی لیکن چونکہ میں دہلی سے چل چکا تھا۔ اور میرا صحیح پتہ انہیں نہ تھا وہ بابو صاحب کے پاس گئے۔ اور ایک دن یہ خیال کر کے کہ آج تو عمرالدین ضرور سالانہ جلسہ کے لئے ہی قادیان جاتے ہوئے یہاں سے گذرے گا۔ تو ہم اسے اتار لینگے آپ نے بعض کو سٹیشن پر بھی بھیجا۔ مگر میں جب اس دن بھی نہ پہنچا تو آپ نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ میں نے جلسہ پر جانا ہے۔ میں خود مولوی صاحب کو لیکر آؤں گا۔ تم دھرم بھکشو سے مباحثے کے اشتہار دیدو۔ اور آپ قادیان کو روانہ ہو گئے۔ اور جب مجھے قادیان ملے تو سب سے پہلی بات یہی کی اور کہا کہ آج ہی خط لکھ دو کہ ہم ہفتے کے دن پہونچ جائینگے۔ میں نے کہا بہت اچھا آپ آگے چلیے گا میں اتوار کو پہنچ جاؤں گا۔ تو نہ مانے لگے کہ نہیں میں تو ساتھ ہی لے کر چلوں گا۔ میں نے مجبوراً اقرار کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو آنے والے دینی جہاد میں شہادت دینا منظور تھا۔ جیسا کہ [illegible] ظاہر ہے

اخلاقی حالت

آپ کی اخلاقی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی تھی۔ آپ نے کبھی والدین کی نافرمانی نہیں کی بلکہ ان کی خدمت جان و مال سے برابر کرتے رہے۔ اپنے بھائیوں سے بھی محبت رکھتے اور ان کی مدد بھی کرتے رہے۔ چہرہ پر بل نہیں پڑنے دیتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے آپ سے بلا تکلف کھیلا کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت مخیر تھی۔ آپ ہمیشہ خوب سوچ سمجھ کر چلتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی جناب مستری محمد اسمٰعیل صاحب ان سے ہمیشہ خوش رہے اور اپنے لڑکوں سے زیادہ ان سے خوش رہتے۔ جو مرحوم کے کریم الاخلاق ہونے کی دلیل ہے۔

وفات

قادیان دارالامان میں ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۳ء بروز جمعہ علی الصباح جبکہ آپ حسب عادت اٹھے اور قضاء حاجت کے لئے باہر گئے تو کسی طرح آپ مستری فضل کریم صاحب موحد مشین سیوبال جس کا مکان بہشتی مقبرہ کی طرف پل کے قریب ہی ہے اور جن کے ہاں بوجہ رشتہ داری آپ ٹھیرے ہوئے تھے۔ ڈھاب میں گر گئے چونکہ تیرنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ پانی سخت سرد تھا اور کسی نے آپ کے گرنے کے وقت دیکھا ہی نہیں تھا ایزدی سے آپ نے جام شہادت پیا اور اپنے محبوب کے قدموں میں بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔ حالانکہ آپ کی وصیت نہیں تھی اس میں شک نہیں کہ ہمیں آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہے۔ مگر جو کچھ ان کے ساتھ خدا کی حکمت سے حضرت فضل عمر کے ہاتھوں سلوک ہوا ہے۔ یعنی بہشتی مقبرہ میں ان کو جگہ ملی اس کو دیکھ کر تو ہمیشہ دل میں آتا ہے کہ اے کاش یوسف سنگھ کی بجائے میں کیوں نہ ہوا۔ میرے پیارے یوسف کے لئے مسیح موعود کے ۱۲ ہزار کے قریب مہمانوں اور قادیان کی پاک سرزمین کے رہنے والوں مردوں اور عورتوں نے دعائیں کیں۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل کی بین دلیل ہے۔

> ایں سعادت بزور بازو نیست
> تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۲۹ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے خود جنازہ پڑھایا اور شہید کا جنازہ بھی اٹھایا اور دفن تک ساتھ ہی رہے۔ اور نہایت تضرع سے دعا فرمائی۔

اولاد

مرحوم کی پہلی بیوی سے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ مگر سب مرض اٹھرا سے مر گئے۔ لیکن آپ کی دوسری بیوی جو پہلی بیوی کی وفات کے بعد آپ کو ملیں جو نہایت نیک ہے اس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ بڑے لڑکے کی عمر [illegible] سال ہے۔

میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور احباب سے دعا ہے کہ مرحوم بھائی کی بیوی اور بچوں کے لئے دعا فرما دیں۔ اور خاتمہ میں پیارے اکمل کے پیارے اشعار ہی لکھ دیتا ہوں جو نہایت سچے اور واقعہ کے مطابق ہیں۔

اشعار

> یوسف شملہ نے اکدم میں وہ منزل طے کی
> راہ میں جس کی ابھی تک گرفتار ہوں میں
> پا لیا ایک ہی غوطے میں وہ مقصود
> اور ثابت کیا منجملہ اخیار ہوں میں
> رہ گئے دیکھتے ہی ہم تو لب ساحل پر
> حوض کوثر سے ندا آئی کہ لو پار ہوں میں
> ان کے یتیموں کا وہی حافظ و ناصر ہوگا
> جس نے فرمایا کہ رحمان ہوں غفار ہوں میں

عمرالدین احمدی شملوی

دہلی ۱۹ر جنوری ۱۹۲۴ء

اظہار شکر گذاری

ناظر صاحب تعلیم و تربیت نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سالانہ جلسہ کی تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے الحکم کے لئے ایک تحریک اخبار الفضل کے ذریعہ کی ہے میں ناظر صاحب کی توجہ کا شکر گذار ہوں۔ اس وقت تک ناظر صاحب کے ذریعہ ایک آرڈر ایک درخواست براہ راست میرے پاس آئی ہے۔ میں اسکو ابتدا سمجھتا ہوں۔ اور لئن شکرتم لازیدنکم کے اصول پر امید رکھتا ہوں کہ احباب خصوصیت سے توجہ فرمائیں گے۔ سکرٹری صاحبان یاد رکھیں کہ میں عنقریب ان کے نام الحکم جاری کر دوں گا اور اگر وہ کسی وجہ سے نہیں لینا چاہتے تو اطلاع دیں۔ یہ اخبار ہر مقامی جماعت کا مشترکہ پرچہ ہوگا۔ اور اس پر یہ لازم نہ آئیگا۔ کہ پڑھے لکھے آدمی اسے فرض کفایہ سمجھیں بلکہ ہر شخص کو خریدنا چاہیئے۔ کہ یہ زمانہ نشر و اشاعت کا عہد ہے۔ اور اخبارات زندہ قوموں کی ہستی کا ثبوت ہیں۔

اور

کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کے لئے اشاعت کا باقاعدہ انتظام نہ ہو۔ مجھکو اخبارات کی ضرورت اور ان کی خدمات پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود یہ تحریک فرمائی ہے تو اس تحریک کا جواب عمل سے دینا ہمارا فرض ہے۔ میں صرف الحکم کے لئے نہیں کہتا۔ نور اور فاروق کو بھی اسی طرح مستحکم کرنا قوم کا فرض ہے جس طرح پر دوسرے اخبارات کو۔ سلسلہ کے تمام اخبارات کو خریدنے کیلئے زیادہ سے زیادہ ایک آنہ روزانہ کا خرچ ہوگا۔ مگر یہ ایک آنہ بہت سی برکات کا موجب ہو سکتا ہے۔ اب اپیلوں اور تحریکوں کا وقت نہیں۔ اپنے ہاتھوں کو خوب مضبوط کرو۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ تمہارا پریس مضبوط ہو۔

(عرفانی)